(آئمہ اطہار علیہم السلام کے حالات زندگی)

آیت اللہ علامہ شیخ مفید رحمۃ اللہ علیہ

مولانا سید صفدر حسین نجفی رحمۃ اللہ علیہ

مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور پاکستان

قرآن سینٹر 24 الفضل مارکیٹ اُردو بازار لاہور۔ 0321-4481214,042-37314311

نام کتاب۔۔۔۔۔۔۔۔۔تذکرۃ الاطہارؑ

مؤلف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔آیۃ اللہ علامہ شیخ مفید رحمۃ اللہ علیہ

مترجم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مولانا سید صفدر حسین نجفی رحمۃ اللہ علیہ

کمپوزنگ۔۔۔۔۔۔۔۔۔فضل عباس سیال (الحمد گرافکس لاہور)

سال اشاعت۔۔۔۔۔۔۔۔مارچ 2012ء

ناشر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور

ہدیہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ملنے کا پتہ

قرآن سینٹر 24 الفضل مارکیٹ اُردو بازار لاہور

فون نمبرز۔ 0321-4481214,042-37314311

حضرت مسلم بن عقیل

لڑائی اور شہادت

جب لوگ حضرت مسلم بن عقیل کو چھوڑ گئے اور ابن زیاد نے کچھ عرصہ تک جناب ابن عقیل کے اصحاب کے بارے میں وہ سرگرم باتیں نہ سنیں جسے پہلے سن رہا تھا تو اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تانک جھانک کر دیکھو کیا ان میں سے کوئی دکھائی دیتا ہے انہوں نے توجہ سے دیکھا لیکن کوئی نظر نہ آیا کہنے لگا دیکھو شاید وہ چھپ کر تمہارے لیے مورچہ بنائے بیٹھیں ہوں (کیونکہ ابن زیاد آپ کے ساتھیوں سے بہت زیادہ ڈرا ہوا تھا لیکن اب آپ کے بزدل ساتھیوں کی یک لخت خاموشی سے حیران تھا چاہتا تھا کہ مسجد میں نکل کر کوئی تقریر کرے لیکن ڈر رہا تھا کہ کہیں آپ کے اصحاب مسجد میں چھپ کر انہیں نشانہ نہ بنائے بیٹھیں ہوں اس لیے چھان بین کروا رہا تھا) لہذا انہوں نے مسجد کے تختوں کو ہٹایا اور اپنے ہاتھوں میں آگ کے شعلے لے کر جھک جھک کر دیکھتے وہ شعلے کبھی تو روشن ہوتے اور کبھی جیسے وہ چاہتے تھے روشنی نہ دیتے جس پر انہوں نے قندیلوں کو روشن اور سرکنڈوں کے بانسوں کو جو رسیوں سے بندے تھے ان میں مشعلیں رکھی اور جھکا کر زمین تک اور چھتوں کے ایک سرے سے آخر تک درمیان میں حتی کہ چھت کے اس حصہ کو بھی دیکھا جس کے نیچے منبر تھا۔ جب کچھ نہ پایا تو ابن زیاد کو اطلاع دی کہ لوگ جا چکے ہیں تو اس نے مسجد میں جانے والا کیکری کا دروازہ کھولا اور نکل کر منبر پر آ گیا۔ اس کے ساتھی بھی ساتھ تھے انہیں حکم دیا جو نماز کی مانند بیٹھ گئے عمر بن نافع کو کہا جس نے منادی کی

یاد رکھو ہم بڑی لذمہ ہے ہر اس شخص سے جو نماز عشاء مسجد کے بغیر کہیں پڑھے وہ شخص سپاہی ہو، نقیب ہو جنگ سے علیحدہ رہا ہو یا جنگ میں شریک رہا ہو۔

ایک گھنٹہ نہیں گزرا تھا کہ مسجد لوگوں سے پر ہو گئی اس نے اپنے منادی کو حکم دیا تو اس نے نماز کی اقامت کہی اور اس نے اپنے محافظ اپنے پیچھے کھڑے کئے اور انہیں حکم دیا کہ وہ اس کی حفاظت کریں کہ کوئی اچانک اسے دھوکہ سے قتل نہ کر جائے اور لوگوں کو نماز پڑھائی پھر منبر پر جا کر اللہ کی حمد و ثناء کی اور کہنے لگا

اما بعد بے شک ابن عقیل بیوقوف جاہل اختلاف و افتراق سے لے کر آیا جسے تم نے دیکھ لیا پس اللہ کا ذمہ اس شخص سے بری ہے جس کے گھر میں ہم مسلم کو پائیں اور جو اس کو لے کر آئے اس کو اس کا خون بہا دیا جائے گا

اللہ سے ڈرو اے اللہ کے بندو اور اپنی اطاعت و بیعت کو لازمی پکڑو اور اپنے آپ پر راستہ نہ قرار دو

اے حصین بن نمیر تیری ماں تیرے غم میں روئے خبردار جو کہ کوفہ کی کسی گلی کا دروازہ نگہبان کے بغیر ہو یا یہ شخص نکل جائے اور تو اسے پکڑ کر نہ لے آیا اور میں نے تجھے اہل کوفہ کے تمام گھروں پر مسلط کیا ہے پس کوئی نگران گلی

وکو چہ والوں میں بھیج دے اور کل صبح کر اور تمام گھروں کی تلاشی لے اور ان کے اندر دیکھ بھال کر کے اس شخص کو میرے پاس لے آ۔

حصین بن نمیر اس کے اعوان وانصار کا افسر تھا اور وہ بنی تمیم میں سے تھا، پھر ابن زیاد قصر میں چلا گیا اور اس نے عمرو بن حریث کو ایک جھنڈا دیا اور اسے لوگوں کا امیر مقرر کیا جب صبح ہوئی تو اس نے دربار لگایا اور لوگوں کو عام اجازت دی لوگ اس کے پاس آنے لگے محمد بن اشعث آیا تو ابن زیاد کہنے لگا کہ

مرحبا اے وہ شخص کہ جس سے نہ دھوکہ دینے کی توقع ہے اور جو نہ متہم ہے۔

اسے اپنے پہلو میں بٹھایا اور اس بڑھیا (طوعہ) کے بیٹے نے صبح سویرے عبدالرحمن بن محمد بن اشعث کو خبر دی کہ مسلم بن عقیل اس کے ماں کے ہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔

پس عبدالرحمن بڑھا یہاں تک کہ وہ اپنے باپ کے پاس آیا اور اس سے کان میں بات کی ابن زیاد اس کی سرگوشی کو بھانپ گیا پس ابن زیاد نے وہ چھڑی جو اس کے پہلو میں تھی اس پر لگا کر کہا کہ

''کھڑے ہو جاؤ اور اسے ابھی ابھی میرے پاس لے آؤ۔''

پس وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ اپنے کچھ آدمی بھیجے کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ہر قوم وقبیلہ ناپسند کرتا ہے کہ مسلم بن عقیل ان میں مارا جائے اور اس کے ساتھ عبیداللہ بن عباس سلمی کو بھی قبیلہ قیس کے ستر آدمیوں کے ساتھ کر دیا، یہاں تک کہ یہ اس گھر تک پہنچے کہ جس میں مسلم بن عقیل تھے۔

جناب مسلم نے جب گھوڑوں کے ٹاپوں اور لوگوں کی آواز سنی تو جان گئے کہ وہ انہی کی طرف آ رہے ہیں آپ اپنی تلوار لے کر نکلے لیکن وہ گھر میں گھس آئے تو آپ نے ان پر حملہ کیا اور تلوار سے مار مار کر گھر سے بھگا دیا پھر دوبارہ وہ پلٹ آئے تو دوبارہ ان پر اسی طرح حملہ کیا پس آپ میں اور بکر بنِ حمران احمری میں تلواروں کا مقابلہ ہوا تو بکر نے آپ کے چہرے پر تلوار ماری جس سے آپ کا اوپر والا ہونٹ کٹ گیا اور تیزی سے تلوار نچلے ہونٹ میں بھی چلی گئی جس نے آپ کے سامنے کے دو دانت اکھاڑ دیئے اور جناب مسلم نے اس کے سر پر بری طرح تلوار ماری اور دوسرا اس کے کندھے کے جوڑ پر کیا قریب تھا کہ اس کے شکم تک چلا جائے جب انہوں نے آپ سے یہ دیکھا تو وہ مکان کی چھت پر چڑھ کر جھانکنے لگے آپ کو پتھر مارتے اور سرکنڈوں کے بانسوں میں آگ جلا کر چھتوں پر سے آپ پر پھینکتے جب آپ نے ان کی یہ روش دیکھی تو آپ اپنی تلوار سونتے ہوئے گلی میں ان کی طرف نکل آئے تو محمد بن اشعث نے کہا کہ آپ کے لیے امان ہے، اپنے آپ کو قتل نہ کرو لیکن آپ ان سے جنگ کرتے ہوئے کہہ رہے تھے

اقسمت لا اقتل الا حرا
انی رایت الموت شئیا نکرا

ويجعل البار وسخنا مرا
رد شعاع الشمس فاستقرا
كل امرى يوما ملاق شرا
اخاف ان اكذب او اغرا

میں نے قسم کھائی ہے کہ آزادی اور شرافت کی موت مروں اور میں موت کو ایک اجنبی چیز محسوس کر رہا ہوں موت ٹھنڈی چیز کو گرم اور گڑوا بنا دیتی ہے جس طرح سورج کی شعاعیں پلٹ کر رک جاتی ہیں ہر شخص کسی دن مصیبت سے دو چار ہوتا ہے مجھے ڈر ہے کہ مجھ سے جھوٹ بولا جائے یا مجھے دھوکہ دیا جائے۔

تو محمد بن اشعث آپ سے کہنے لگا کہ

نہ آپ سے جھوٹ بولا جا رہا ہے اور نہ آپ سے دھوکہ ہوگا آپ گھبرائیں نہیں یہ قوم آپ کے قریبی ہیں وہ آپ کو قتل نہیں کریں گے اور نہ آپ کو نقصان پہنچائیں گے۔

آپ پتھروں کے لگنے سے کمزور ہو گئے اور جنگ سے تھک چکے تھے سانس پھول گیا تھا اور آپ نے اپنی پشت اس گھر سے لگائی تھی تو ابن اشعث نے یہ بات دوبارہ کہی آپ کے لیے امان ہے۔

تو آپ نے فرمایا

کیا میں امن میں ہوں! اس نے کہا ہاں!

تو آپ نے ان لوگوں سے کہا جو ابن اشعث کے ساتھ تھے۔

کیا میرے لیے امان ہے؟ سب نے ہاں کہا سوائے عبید اللہ بن عباس سلمٰی کے وہ کہنے لگا کہ

اس معاملہ میں میری نہ اونٹنی ہے اور نہ اونٹ، یعنی مجھے اس میں کوئی دخل نہیں اور وہ ایک طرف ہو گیا تو جناب مسلم نے فرمایا کہ

اگر تم مجھے امان نہیں دیتے تو میں اپنا ہاتھ تمہارے ہاتھ میں نہیں دیتا

ایک خچر لا کر آپ کو اس پر سوار کیا گیا لوگ آپ کے گرد جمع ہو گئے آپ کی تلوار چھین لی گئی گویا اس وقت آپ پر ایک مایوسی کا عالم تھا آنکھوں میں آنسو آ گئے پھر فرمایا کہ

''یہ پہلا دھوکہ اور خیانت ہے''

تو محمد بن اشعث نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ آپ کو کچھ نہیں ہوگا، آپ نے فرمایا کہ

یہ تو صرف امید ہی ہے وہ تمہاری امان کہاں گئی! انا للہ و انا الیہ راجعون اور آپ رونے لگے۔

تو عبید اللہ بن عباس سلمی نے آپ سے کہا کہ

جو شخص اس چیز کو طلب کرتا ہے کہ جس کو آپ نے طلب کیا ہے اس پر جب آپ کی طرح کوئی مصیبت نازل ہو تو وہ روتا نہیں ہے۔

آپ نے فرمایا کہ

خدا کی قسم میں اپنی ذات کے لیے نہیں رو رہا اور نہ اس کے قتل ہونے کا مرثیہ پڑھ رہا ہوں اگر چہ میں اپنی جان کے تلف ہونے کو ایک آنکھ جھپکنے جتنا بھی پسند نہیں کرتا لیکن میں تو اپنے خاندان کے لئے رو رہا ہوں جو میری طرف آ رہے ہیں میں حسین علیہ وعلیہم السلام کے لیے روتا ہوں۔

پھر آپ محمد بن اشعث کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا

اے اللہ کے بندے میں سمجھتا ہوں کہ تم عنقریب میری امان سے عاجز ہو جاؤ گے تو کیا تمہارے پاس کوئی خیر و بھلائی ہے اور یہ استطاعت ہے کہ اپنی طرف سے کسی شخص کو بھیجو جو میری زبانی حسینؑ کو یہ پیغام دے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ اور ان کے اہل بیت تمہاری طرف روانہ ہو چکے ہیں یا کل روانہ ہو جائیں گے اور وہ شخص آپ سے کہے کہ

ابن عقیل نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے جو قوم کے ہاتھ میں قید ہے رات تک مار دیا جائے گا اور وہ کہتا ہے کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں آپ اپنے اہل بیت کے ساتھ واپس چلے جائیں، تاکہ اہل کوفہ آپ کو دھوکہ نہ دیں یہ آپ کے باپ کے وہی برے اصحاب (ساتھی) ہیں جو ان سے دور رہنا چاہتے تھے اس طرح کہ آپ کے باپ مر جائیں یا مار دیئے جائیں اور اہل کوفہ نے آپ سے جھوٹ بولا ہے اور جھوٹے شخص کی کوئی رائے نہیں ہوتی۔"

تو ابن اشعث کہنے لگا کہ

خدا کی قسم میں ایسا ہی کروں گا اور ابن زیاد کو یہ بھی بتاؤں گا کہ میں نے آپ کو امان دی ہے۔

پھر ابن اشعث آپ کو لے کر قصر کے دروازے کی طرف بڑھا اور اجازت چاہی تو اجازت ملی تو وہ ابن زیاد کے پاس گیا اور اسے جناب مسلم کے واقعہ اور بکر کا آپ کو ضرب لگانا اور خود اس کا آپ کو امان دینے کی اطلاع دی تو ابن زیاد نے کہا

تو کون ہے امان دینے والا گویا ہم نے تجھے امان دینے بھیجا تھا ہم نے تو تجھے صرف اس لیے بھیجا تھا کہ اسے ہمارے پاس لے آؤ۔

ابن اشعث خاموش ہو گیا اور جناب مسلم قصر کے دروازے تک پہنچے آپ کو سخت پیاس لگی تھی اور قصر کے دروازے پر کچھ لوگ اجازت ملنے کے منتظر بیٹھے تھے جن میں عمارہ بن عقبہ بن معیط، عمرو بن حریث، مسلم بن عمرو اور کثیر بن شہاب تھے دروازے پر ایک ٹھنڈے پانی کی صراحی رکھی تھی تو جناب مسلم نے فرمایا کہ

مجھے اس میں سے پانی پلاؤ

تو مسلم بن عمرو کہنے لگا

کیا تم دیکھتے ہو کہ کتنا ٹھنڈا پانی ہے لیکن خدا کی قسم تم اس میں سے ہرگز نہیں پیو گے یہاں تک کہ جا کر جہنم کا گرم پانی پیو تو جناب مسلم نے فرمایا

تو ہلاک ہو تو کون ہے، تو وہ کہنے لگا کہ میں وہ ہوں کہ جس نے حق کو پہچانا جب کہ تم نے اس کا انکار کیا، اپنے امام کی خیر خواہی کی جب کہ تم نے اسے دھوکہ دیا اور اس کی اطاعت کی جب کہ تم نے اس کی مخالفت کی میں مسلم بن عمرو باہلی ہوں، تو جناب مسلم نے فرمایا کہ

تیری ماں تیرے غم میں روئے تو کس قدر تند مزاج، جفا کار اور سخت دل ہے اسے ابن باہلہ تو جہنم کے گرم پانی اور اس میں ہمیشہ رہنے کا مجھ سے زیادہ حق دار ہے۔

پھر آپ بیٹھ گئے اور دیوار سے ٹیک لگائی تو عمرو بن حریث نے اپنے غلام کو بھیجا وہ آپ کے لیے پانی کی صراحی لے آیا کہ جو رومال سے ڈھکی ہوئی تھی اور اس کے ساتھ ایک پیالہ تھا پس اس نے پیالے میں پانی ڈال کر دیا اور کہا کہ پیجئے پس آپ نے پیالہ لیا لیکن جب آپ پانی پینا چاہتے تو پیالہ آپ کے منہ کے خون سے پر ہو جاتا پس آپ اسے نہ پی سکتے آپ نے دو تین مرتبہ ایسا کیا جب تیسری مرتبہ پینے لگے تو آپ کے اگلے دو دانت اس میں جا گرے تو آپ نے فرمایا کہ

''اگر یہ میرے مقسوم رزق میں ہوتا تو پی لیتا۔''

اتنے میں ابن زیاد کا ایلچی آیا اس نے آپ کو دربار میں لے جانے کا حکم دیا چنانچہ جب آپ اس کے پاس گئے تو ابن زیاد کو سلام نہ کیا تو آپ سے ایک محافظ نے کہا کہ امیر کو سلام کیوں نہیں کیا؟ آپ نے فرمایا کہ

اگر وہ مجھے قتل کرنا چاہتا ہے تو میرا اس پر سلام نہیں اور اگر مجھے قتل کرنا نہیں چاہتا تو میرا اس کو بہت سلام (ظاہراً یہ الفاظ جناب مسلم کی عظمت کے مدنظر درست معلوم نہیں ہوتے بلکہ دوسری روایات سے ثابت ہے کہ آپ نے یہ جواب دیا کہ میرے حسینؑ کے علاوہ کوئی امیر نہیں، مترجم) ابن زیاد نے کہا

میری جان کی قسم کہ تم ضرور قتل کئے جاؤ گے۔

فرمایا یہ بات ہے اس نے کہا کہ ہاں!

تو آپ نے فرمایا کہ

مجھے مہلت دو کہ میں اپنی قوم کے کسی شخص کو وصیت کرلوں!

اس نے کہا کرلو، تو جناب مسلم نے ابن زیاد کے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں پر نظر دوڑائی اور ان میں عمر بن سعد بن ابی وقاص بھی تھا۔ آپ نے فرمایا

اے عمر تیرے اور میرے درمیان ایک رشتہ ہے میری ایک حاجت ہے جسے پورا کرنا تیرے لیے لازم ہے اور وہ ایک راز ہے۔

پس عمر نے اس کے سننے سے انکار کر دیا تو عبید اللہ نے اس سے کہا کہ تم اس سے کیوں انکار کرتے ہو کہ اپنے رشتہ دار کی حاجت میں غور کرو؟

پس وہ آپ کے ساتھ اٹھا اور وہاں جا کر بیٹھ گیا کہ جہاں سے عبید اللہ ان دونوں کو دیکھ رہا تھا آپ نے اس سے فرمایا کہ کوفہ میں مجھ پر قرض ہے جو میں نے لیا ہے اور وہ سات سو درہم ہیں تم میری تلوار اور زرہ بیچ کر اسے میری طرف سے ادا کرنا اور جب میں قتل ہو جاؤں تو میری لاش کو ابن زیاد سے مانگ کر اسے زمین میں چھپا دینا اور کسی کو حسینؑ کے پاس بھیجو جو انہیں لکھا تھا اور اس میں یہ بتایا تھا کہ لوگ آپ کے ساتھ ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ آہی رہے ہوں گے۔

تو عمر نے ابن زیاد سے کہا کہ اے امیر! آپ کو پتہ ہے کہ اس نے کیا کہا ہے؟ اس نے یہ یہ باتیں ذکر کی ہیں تو ابن زیاد نے اسے کہا کہ

واقعاً امین خیانت نہیں کرے گا لیکن کبھی خائن انسان کو امین سمجھ لیا جاتا ہے (یعنی اگر تو امین ہوتا تو مسلم سے خیانت نہ کرتا ہو اس نے راز دار نہ بتایا اسے تو نے فاش کر دیا حضرت مسلم نے امین سمجھا لیکن وہ خائن نکلا) رہا ان کا مال تو وہ تمہارے اختیار میں ہے ہم تمہیں منع نہیں کرتے کہ اس کی لاش تو جب ہم قتل کر دیں گے تو پھر ہمیں اس کی پرواہ نہیں کہ اس سے کیا کیا جائے رہا حسینؑ کا معاملہ تو اگر انہوں نے ہمارا قصد نہ کیا تو ہم اس کا قصد نہیں کریں گے پھر ابن زیاد آپ سے کہنے لگا۔

ہاں اے ابن عقیل! تم لوگوں کے ہاں آئے جب کہ وہ مجتمع اور متفق تھے تم نے ان میں افتراق ڈالا اور انکے اتفاق کو اختلاف میں تبدیل کیا اور بعض کو بعض پر ابھارا۔

تو آپ نے فرمایا

ہرگز نہیں میں اس لیے نہیں آیا تھا اہل شہر کا خیال تھا کہ تیرے باپ نے ان کے اچھے لوگوں کو قتل کیا اور ان کے خون بہائے ان میں قیصر و کسریٰ والے کام کیے پس ہم ان کے پاس آئے ہیں تا کہ انہیں عدل کا حکم دیں اور انہیں کتاب خدا کے حکم کی طرف بلائیں۔

تو ابن زیاد نے آپ سے کہا

اے فاق تجھے ان چیزوں سے کیا لگاؤ تو نے ان لوگوں میں ان چیزوں پر اس وقت عمل کیوں نہیں کیا جب تم مدینہ میں تھے اور شراب پیتے تھے آپ نے فرمایا کیا میں شراب پیتا تھا؟

یاد رکھو خدا کی قسم خدا جانتا ہے کہ تم اس بات میں سچے نہیں ہو اور تم بغیر علم و دلیل کے بات کر رہے ہو اور

میں ایسا نہیں جیسا تو نے ذکر کیا ہے اور میری نسبت شراب پینے کے زیادہ حقدار اور اس کے ساتھ وہ اولویت رکھتا ہے جو مسلمانوں کے خون پیتا اور اس نفس کو قتل کرتا ہے کہ جس کا قتل خدا نے حرام کیا ہے اور وہ خون جس کا بہانا حرام قرار دیا اسے غصب و عداوت اور بدگمانی کی بناء پر بہاتا ہے اور وہ لہو ولعب یوں کرتا ہے گویا اس نے کوئی کام کیا ہی نہیں ہے۔

تو آپ سے ابن زیاد نے کہا

اے فاسق تیرا نفس اس چیز کی تمنا کرتا ہے کہ جس کے درمیان خدا نے حامل و مانع پیدا کیا ہے اور خدا تجھے اس چیز کا اہل نہیں سمجھتا۔

تو جناب مسلمؑ نے کہا

اگر ہم اس کے اہل نہیں تو پھر کون اس کا اہل ہے؟

تو ابن زیاد نے کہا

امیر المومنین یزید

تو جناب مسلمؑ نے فرمایا

خدا کی حمد ہے ہر حالت میں ہم اللہ کو تمہارے اور اپنے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے پسند کرتے ہیں۔

ابن زیاد نے کہا

خدا مجھے قتل کرے اگر میں تمہیں اس طرح قتل نہ کروں کہ اسلام میں جس طرح کوئی قتل نہ ہوا ہو۔

جناب مسلمؑ نے کہا

ہاں ہاں تو زیادہ حق رکھتا ہے کہ اسلام میں ایسی بدعت جاری کرے جو پہلے نہ ہو تو نہ چھوڑ برا قتل کرنا اور قبیح طریقہ سے مثلہ (ناک کاٹ کاٹنا) کرنا اور خبیث سیرت پر چلنا اور کسی پر کمینگی سے غلبہ حاصل کرنا۔

پس ابن زیاد آپ کو امام حسینؑ اور حضرت علیؑ اور جناب عقیلؑ کو گالیاں دینے لگا اور جناب مسلمؑ خاموش ہو گئے اور وہ کوئی بات نہیں کرتے تھے، پھر ابن زیاد نے کہا قصر کے اوپر لے جاؤ اور اس کی گردن اڑا کر پھینک دو اور اس کے پیچھے بدن بھی پھینک دو۔

تو جناب مسلمؑ نے فرمایا

اگر تیرے اور میرے درمیان رشتہ داری ہوتی تو تم مجھے قتل نہ کرتے (کنایہ اس بات سے کہ تو زنا زادہ ہے) یہ حلال زادہ کا کام نہیں۔

تو ابن زیاد کہنے لگا

وہ کہاں ہے کہ جس کے سر پر ابن عقیل نے تلوار ماری تھی تو بکر بن عمران احمری کو بلایا گیا اور اس نے کہا کہ

اوپر جاؤ اور تم ہی اس کی گردن اڑاؤ۔

پس آنجناب کو قصر کے اوپر لے جایا گیا اور آپ تکبیر پڑھتے، اللہ سے استغفار کرتے اور اس کے رسول پر درود بھیجتے تھے اور کہتے کہ

خدایا ہمارے اور اس قوم کے درمیان تو فیصلہ کر، جنہوں نے ہم سے جھوٹ بولا دھوکہ دیا اور ہماری مدد چھوڑ دی۔

اور آپ کو وہاں سے گزرا گیا جہاں آج کل (زمانہ صاحب کتاب الارشاد) جوتے بنانے والے بیٹھتے ہیں پس آپ کی گردن اڑائی گئی اور سر کے پیچھے ہی بدن بھی نیچے پھینکا گیا۔

شہادت حضرت ہانی بن عمروہ

محمد بن اشعث عبیداللہ بن زیاد کے سامنے کھڑا ہو گیا اور اس سے ہانی بن عمروہ کے بارے میں بات چیت کی اور کہنے لگا کہ آپ کو معلوم ہے کہ شہر میں ہانی کی کیا قدر و منزلت ہے اور قبیلہ میں اس کے گھرانے کا کیا مقام ہے اور اس کی قوم کو پتہ ہے کہ میں اور میرے دو ساتھی اس کو آپ کے پاس لے کر آئے تھے، میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ آپ ہانی مجھے بخش دیں کیونکہ میں اہل شہر اور اس کے خاندان کی دشمنی کو اپنے لیے ناپسند کرتا ہوں۔

تو ابن زیاد نے اس سے وعدہ کیا کہ وہ ایسا کرے گا پھر اس کے دل میں کچھ آیا اور اس نے اسی وقت ہانی کے بارے حکم دیا کہ اسے نکال کر بازار میں لے جاؤ اور اس کی گردن اڑا دو۔

پس ہانی کو نکالا گیا یہاں تک کہ اسے بازار کی ایک ایسی جگہ پر لے گئے کہ جس میں بھیڑ بکریوں کی خرید و فروخت ہوتی تھی اور اس کے ہاتھ پیچھے سے بندھے ہوئے تھے اور وہ کہتے جا رہے تھے اے مذحج قبیلہ آج میرے لیے مذحج نہیں رہا۔ اے مذحج اے مذحج کہاں ہے مذحج قبیلہ؟

پس جب انہوں نے دیکھا کہ کوئی ان کا مددگار نہیں تو اپنا ہاتھ کھینچا اور اسے ہاتھ باندھنے والے سے کھینچ لیا پھر کہنے لگے

کوئی لاٹھی یا چھری یا پتھر یا ہڈی نہیں کہ جس کے ذریعہ انسان اپنے نفس کا بچاؤ کرے

پس وہ اس پر جھپٹے اور انہیں مضبوطی سے باندھ لیا پھر ان سے کہا گیا کہ گردن آگے بڑھاؤ تو وہ کہنے لگے کہ

میں اس معاملہ میں سخی نہیں ہوں اور نہ ہی میں اپنے آپ کے خلاف تمہاری اعانت و مدد کروں گا۔

پس عبیداللہ کے ترکی لام نے جسے رشید کہتے تھے ان پر تلوار کا وار کیا لیکن وہ موثر نہ ہوا، تو ہانی نے کہا کہ

اللہ کی ہی طرف جانا ہے خدایا تیری رحمت اور تیری رضا وخوشی کی طرف پھر اس نے دوسری طرف ضرب لگائی اور اس سے انہیں قتل کر دیا اور مسلم بن عقیل اور ہانی بن عمروہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں عبید اللہ بن زبیر اسلامی نے کہا ہے کہ

فان كنت لاتدرين ما الموت فانظری
الی هانی فی السوق و ابن عقیل
الی بطل قدهشم السیف وجهه
وآخر یهوی من طمار قتیل
اصابهما امر الامیر فاصبحا
احادیث من یسری بکل سبیل
تری جسدا قد غیر الموت لونه
ونصح دم قد سال کل سبیل
فتی هو احیا من فتاة حیية
واقطع من ذی شفرتین صقیل
ایرکب اسماء الهمالیج آمنا
وقد طبته مذجج بذحول
یطیف حوالیه مراد و کلهم
علی رقبة من سائل و مسول
فان انتم لم نثار وابا خیکم
فکرنوا بغایا ارضیت بقلیل

اگر تجھے معلوم نہیں کہ موت کیا چیز ہے تو ہانی کو بازار میں اور ابن عقیل کو دیکھو ایسے بہادر کو جس کے چہرے کی ہڈیاں تلوار سے چور ہو گئیں اور دوسرا بلندی سے مقتول ہو کر گر رہا تھا ان کو امیر لعین کا حکم پہنچا تو وہ موضوع گفتگو بن گئے ہر راستہ پر کسی طرف جانے والے کے لیے تجھے ایسا بدن نظر آئے گا کہ موت نے جس کے رنگ کو بدل دیا ہے اور بہنے والا خون جو کہ ہر راستے پر بہائے وہ جوانمرد جو زیادہ باشرم تھا پاک دامن جوان عورت سے اور دو دھاری صیقل شدہ تلوار سے زیادہ کاٹنے والا تھا، کیا اسما تیز رفتار گھوڑوں پر امن کے ساتھ سوار ہوگا حالانکہ مذحج قبیلہ اس سے خون کا طلب گار ہے اس کے گرد مراد قبیلہ چکر لگاتا ہے اور سب کے سب ایک ہی گردن پر جمع ہیں